السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولانا محمد اسماعیل شہید ومولوی خرم علی بآوردن کلمات توہین انبیاء واولیاء کہ در تقویۃ الایمان اند کافر وکتاب او شان لایق خرق بچند وجہ، وجہ اول درباب ندمت شرک وترجمہ آیت (ان الشرک لظلم عظیم) گفتہ کہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے آہ اور اسی طرح کے کلمات اوکسے از مفسران در تفاسیر قدیمہ وجدیدہ بایں طور معنے وفائدہ نیا وردہ ازادلہ اربعہ شرعی جواب فرمائید؟

سوال: ''مولوی خرم علی اور مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ شہید جو اپنی کتابوں میں انبیاء واولیاء کی شان میں توہین آمیز کلمات لائے ہیں چنانچہ مذمت شرک کے باب میں آیت ''ان الشرک لظلم عظیم'' کے تحت فائدہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔۔۔ الخ اور اس طرح کے او بھی چند ایک اقوال ہیں مفسرین میں سے کسی نے بھی اپنی تفسیر میں اس طرح کا فائدہ نہیں لکھا ہے کیا ایسے کلمات کی وجہ سے مولانا کافر ہیں اور کیا ان کی کتاب پھاڑ دینے کے لائق ہے ادلہ اربعہ شرعیہ سے جواب دیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

درپردہ مبادکہ منشائے اعتراض معترض برصاحب تقویۃ الایمان عدم تدبراست دران یا تعصب وعناد پس درصورت اولیٰ اگر طرز سوق کلام مصنف آن رازاول تا آخر کتا حرف گیری نہ پسندیدے زیرا کہ ادرب العالمین بنا بر عدم غور وتدبر قرآن مشرکاں واہل کتاب را بار بار الزام دادہ (افلا یتدبرون القرآن۔۔۔ الآیۃ) کما لا یخفے علی الماہر بالقرآن المجید ودرصورت ثانیہ ''لن یصلح العطار ما یفسد الدہر

بے بصیرت چہ شناسد سخن صائب را

تلخ وشیرین بمذاق دل رنجوریکے است

بردل دانشمندان شرع شریف مخفی نیست کہ مقصود اصلی جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مغفور ومرحوم بیان احکام الٰہیہ وپند ونصیحت وتنبیہ وتخویف عوام کالانعام از فرقہ مسلمان بدکیش نا عاقبت اندیش است لان الامور بمقاصد ہا کہ قاعدہ کلیہ فقہاء است کاربند شدہ اند چہ عوام بزعم باطل واعتقاد فاسد خود می دانند کہ اولیاء اللہ ازجناب باری مختار اند، ہر چہ خواہند می کنند وہر کرا خواہند اولاد ومال ومنصب وجاہ می دہند، وہر کرا خواہند ذلیل وخوار کنند وبنا برہمین اعتقاد شرکیہ درنذر دنیاز ووظائف باسماء ایشان یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ ویا علی یا علی، یا حسین یا حسین، یا خواجہ جی یا خواجہ جی بتقرب تام وتذلل تمام اہتمام می کنند ودرورطہ گور پرستی وپیر پرستی شب درروز مستغرق می مانند وازاحکام شرعیہ محض غافل وبے باک اند واز اولیاء اللہ چنداں می ترسند کہ از خالق بے نیاز ورازق کارساز عشر عشیر نمی ترسند، وشعار مسلمانان جہاں در شرک وبدعت ہم چو شعار کفار سابق زمان گردیدہ است پس اعتقاد این چنین کسانرا رو کردہ اند۔

یہ بات کھل کر سامنے آجانی چاہئے کہ مولانا اسماعیل شہید کی عبارت پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو اس عبارت کے سیاق وسباق پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا یا پھر تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔''

اگر معترض آپ کی عبارت پر اچھی طرح غور کرتا تو اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے کی کبھی جرأت نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے کفار کو قرآن مجید میں کئی جگہ الزام دیا ہے کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے غور وفکر سے کام نہیں لیتے اگر معترض اچھی طرح غور کرتا تو اس کو صحیح سمجھ آجاتی اور اگر دوسری صورت ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

شریعت کے واقف لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کا اصل مقصود ان عوام کالانعام کے عقیدہ کی اصلاح ہے جن کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ جناب باری تعالیٰ کے مختار کل ہیں جو چاہئیں کر سکتے ہیں کسی کو ذلیل کریں کسی کو عزت بخشیں کسی کو اولاد دیں یا نہ دیں کسی کا رزق تنگ کری یا فراخ سب ان کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں ان کے نام کا وظیفہ کرتے ہیں مثلاً یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ یا علی یا حسین یا خواجہ جی وغیرہ وغیرہ پھر ان کے سامنے پوری عاجزی کا اظہار کرتے ہیں ان کی قبروں پر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ان سے اتنا ڈرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اس کا سواں حصہ بھی نہیں ڈرتے، پہلے زمانہ کے کافروں کے بھی ایسے ہی عقیدے تھے چنانچہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایسے عقائد باطلہ کی تردید کر کے صحیح عقیدہ ان کے سامنے پیش کیا جائے۔

دازینجا امام رازی در تفسیر کبیر در سورہ یونس تحت آیت کریمہ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ می نویسند

امام رازی تفسیر کبیر میں سورہ یونس کی تفسیر میں آیت (ہولاء شفعاؤنا عند اللہ) کے تحت لکھتے ہیں کہ ان طلوگوں نے اپنے نبیوں اور ولیوں کی شکل کے بت بنا رکھے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ہم ان کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو ان کی روحیں خوش ہو کر اللہ کے پاس ہماری سفارش کرتی ہیں۔''

''ورابعہا انہم وضعوا ہذہ الاصنام والاوثان علی صور الانبیاء ہم واکابرہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادۃ ہذہ التماثیل فان اولئک الاکابر علی اعتقاد انہم اذا عظموا قبورہم فانہم یکونون شفعاء لہم عند اللہ تعالیٰ انتہی ما فی الکبیر بقدر الضرورۃ''

ومولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ تحت آیت کریمہ (فلا تجعلوا للہ انداداً) میفرمانید چہارم پیر پرستان گویند، کہ چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت ومجاہدہ مستجاب الدعوات ومقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود از ین جہاں می گزرد

وروح او اقوتے عظیم ودسعتے تجیم ہم میرسد ہرکہ صورت اورابرزخ سازو یا مکان نشست وبرخاست او یا برگور اور بسجود تذلل نام نماید روح بسبب وسعت واطلاق برآن مطلع شوددردنیا وآخرت درحق وشفاعت نمایند انتہی مافی تفسیر العزیز مختصراً

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں ''فلا تجعلوا للہ انداداً'' کے تحت فرماتے ہیں کہ چوتھا طبقہ قبر پرستوں کا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی بزرگ آدمی اپنے مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے تو'' مرنے کے بعد اس کی روح کو بہت طاقت اور وسعت نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی شخص ان کی قبر یا ان کی نشست وبرخاست کی جگہ یا ان کی تصویر کے سامنے سجدہ کرے تو وہ (بزرگان دین) اس سے مطلع ہو کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی سفارش کرتے ہیں۔''

'' 5 الاحقاف الایۃ۔۔۔ لانہم اما جماد واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالہم کذافی البضاوی وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ

دے کز نور الٰہی نیست روشن

مخوانش دل کہ آن سنگ است وآہن

وے کز گرد غفلت زنگ واردیہ

ازاں ول سنگ وآہن ننگ دارد

داو واحد قہار بہمیں عظمت شان سرشار خود درباره مقربان مخلصان دربار خود بنا برزعم فاسد مشرکان بدشعار بتہدید تمام می فرمایا ''لو اشرکوا ای لو اشرک ہؤلاء الانبیاء مع فضلہم وعلو شانہم لحبط عنہم ما کانوا یعملون لکانوا کغیرہم فی حبوط اعمالہم بسقوط ثوابہم انتہی مافی البیضاوی والکبیر پس جملہ لکانوا کغیرہ ہم عبارت بیضاوی راملحوظ باید داشت کہ بچہ نکتہ گفتہ

نزدیک غرتش نہ نشیند غبار شرک

با وحدتش کسے دم شرکت چہ سان زند

ہر طرح کافگنند بوصفش خیال ووہم

دست کمال آتش غیرت دران زند

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی کسی کی خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس آدمی سے گمراہ تر اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارے جو قیامت تک بھی ان کو جواب نہ دے سکیں، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں کیونکہ یا تو وہ پتھر ہیں جو سن ہی نہیں سکتے اور یا پھر خدا کے نیک بندے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہیں اور شرک۔۔۔۔۔۔ نے قرآن مجید میں اٹھارہ پیغمبروں کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ اگر یہ ''لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے عمل بھی ضائع اور برباد ہو جاتے۔

: براین معنی او تعالیٰ شانہ درردا اعتقاد فاسد معتقدان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ از مرتبہ نبوت بمرتبہ الوہیت رسانیدہ بود ارشاد می فرمایا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا المائدۃ

عاقلاں میدانند کہ حضرت عیسیٰ مادروے قابل شائبہ ہلاکت وعذاب نبودند صرف بابطال زعم معتقدان ایشان تنبیہ وزجر فرمودہ کہ معتقدان شان ازین عقیدہ باطلہ توبہ نمایند وبحکم خداوند قہار وجبار فرمانبردار شوند

صَرصرِ قہر تواز مکمن وحدت بوزد

خس وخاشاک وساوس ہمہ را باد برد

ہر چہ در عرصہ موجود پدید آمدہ بود

سیل غیرت ہمہ را تا عدم آباد برد

''پس ازیں جہت صاحب تقویۃ الایمان علیہ الرحمۃ والرضوان بردوا ابطال زعم مذموم عوام کہ درحق بزرگان دین از اولیاء اللہ میدارند کہ ہر چہ خواہند بکنند نوشتہ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان بدشعار مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے بڑے سخت لفظ بھی فرمائے یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے، آپ فرمائیں اگر خداوند تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام'' اہل زمین کو برباد کر دیں تو خداوند تعالیٰ کو کون روک سکتا ہے۔''

عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو برباد کر دینے کے لائق نہیں ہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنے کے لیے ایسا فرمایا ہے۔

بدانکہ دریںجا بیان امتیاز فیما بین دو نسبت است یکے نسبت مخلوق باخالق دیگرے نسبت مخلوقے با مخلوق دیگر پس مقصود تمام وکشف مرام صاحب تقویۃ الایمان درین مقام صرف شق اول است یعنی نسبت مرتاب ہمہ مخلوقات بہ نسبت مراتب خالق کائنات بمنزلہ ہباء منشورا است وبمرتبہ ذرہ ہیچ گونہ معتدبہ نسبت زیراکہ حادث مفتقر راباقدیم موجد مقتدر چہ مناسبت ومشابہت

''یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ یہاں دو نسبتیں الگ الگ ہیں ایک خالق سے مخلوق کی نسبت اور دوسری مخلووق کی مخلوق سے نسبت اور مولانا یہاں پہلی نسبت کے متعلق لفتگو کر رہے ہیں کہ خالق کے ساتھ مخلوق کو کوئی ذرہ بھر کی بھی نسبت نہیں ہے کجا حادث محتاج اور کجا قدیم موجد اور مقتدران میں آخر کیا انسبت ہے کجاکہ ذرہ بے مقدار اور کجا صحرائے ناپیداکنارہ وہ باقی یہ فانی وہ ازلی ابدی اور اس کی ہستی ایک آئی تو اس صورت میں مخلوق کو خواہ وکتنا ہی بڑا کیوں نہ۔

''العدم علی الوجود ویدخل فی ہذا الباب کونہ قاہر الھم بالموت والفقر والاذلال ویدخل فیہ کل ماذکرہ اللہ تعالیٰ قل اللھم مالک الملک الی اٰخر الایۃ انتہی مافی تفسیر الکبیر''

بر معترض غافل نہادو واجب است کہ تلاوت سورہ اخلاص بکند کہ رفعت شان اوخلاق علیم وقہار حکیم دردلش جاگیر وچہ دریں سورہ دو چیز مذکور است یکے احدیث دوم صمدیت وباقی صفات متفرع بریں ہر دو اند چہ شرکت گاہے درعدوے باشد، وآن رابلفظ احد نفی فرمودگاہے درمرتبہ وجاہ ومنصب می باشد وآن بلفظ صمد نفی فرمودوگاہے درنسبت مے باشد وآن را (یلم یلدو ولم یولد نفی فرمودگاہے درکار وتاثیر مے باشد وآن رابحکم یکن لہ کفوا احد نفی فرمودو معنی امام جعفر صادق رحمہ اللہ فرمودہ اند، کہ صمد آن ست کہ محتاج کس نہ بودوہمہ محتاج او باشند دو سلسلہ وجود ارذاتے کہ موصوف بصمدیت باشد چارہ نیست زیراکہ درعالم سراسر احتیاج مشاہدہ میشود، وچون ہر چیز محتاج شد لایدذ قی می باید، کہ احتیاج بآن منتہی شود داد محتاج دیگرسے نہ باشد والا سلسلہ احتیاج منقطع نہ شود این ازفادات بعض عالم ازاہل تفسیر است آیت کریمہ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ بران ذات صمدیت صفات منطبق ومرتب می شود، وہمہ مخلوق این صفات فرسنگہا ودردعاری محض ہستندو ہمیں معنی است کہ ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے یعنی محض ضعیف والاچار است ہیچ از ہست ونیست کردن نمی تواند وخود ہر آن زہر حوادث چشان است دور دائرہ افتقار بے کس وبے سر وسامان در دکشنان است

خداوندمائی وما بندہ ایم

بہ نیروئے تو یک بیک زندہ ایم

ہمہ زیرو ستیم وفرمان پذیر

توئی یاوری وہ توئی دست گیر

متاع صبر ونقد آرمیدن

نیاز غارت وزدیدہ دین

ازصفات محبوبی اوست (والذین جاہدو فینا لنہد ینہم سبلنا) اشارہ ازوست

دلم ازخوف توخون است ندانم چون است

دردلم شوق جمالت زبیان بیرون است

آہ صد آہ تو ہر روز فزوں مے گردو

دل شوریدہ من بین کہ چہ روز افزون است

معترض کو چاہیے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت بڑے غور سے کرے اس میں خداوند تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں ایک حدیث اور دوسری صمدیت باقی تمام صفات انہی کی شاخیں ہیں، کیونکہ شرکت کبھی تعداد میں ہوتی ہے اس کی'' نفی صفت احد سے فرمائی گئی ہے اور کبھی شرکت صفات جاہ ومرتب اور منصب میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ صمد سے فرمائی گئی ہے اور صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب مخلوق اس کی محتاج ہو اور کوئی ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیئے، جہاں احتیاج ختم ہو جائے ورنہ تسلسل اور دور لازم ائے گا۔''

آیندہ بگوش ہوش باید شنید کہ او رب العالمین بذات مقدس خود واجب الوجود است وتمام مخلوقات علویہ وسفلیہ بایجاد او تعالیٰ موجود اند دوروجود بقا بو سے محتاج ہر آن اند

کہ بلطفم مے نوازو گہ بنا زم مے کشد

زندہ می سازو مرا آن شوخ وبازم می کشد

٢٨ البقرۃ قولہ تعالی وَكُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ‌ۚ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ

شان او جل شانہ است خلقکم وما تعملون شان او تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ شان اوست وَہُوَ الۡقَاہِرُ فَوۡقَ عِبَادِہٖ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ شان اوست پس بمقابلہ چنین شاہنائے او (رب العالمین واحسن الخالقین) ہمہ مخلوقات لاچار ذلیل وذرہ بے مقدار وضعیف وخوار وبدست قدرت کاملہ اور مجبور وگرفتار وچمار چندان بہ نسبت بادشاہ لاچار نیست، زیراکہ ہر دو در وجود دبقا دلوازبشری مساوی اند بخلاف نسبت مخلوق باخالق ہیچگونہ مشابہت ومناسبت نیست وہمین معنی صاحب تقویۃ الایمان است نزد ارباب عقل ونقل کمالایخفی علی المنصف الذکی'' والقاہر یفید العصر ومعناہ انہ لا موصوف بکمال القدرۃ وکمال العلم الا الحق سبحانہ وعندہذا لیظہر انہ لا کامل الا ہو وکل من سواہ فہو ناقص اذا عرفت ہذا فنقول اما دلالۃ کونہ قاہر اعلی القدرۃ فلانا نبینا ان ماعدا الحق سبحانہ ممکن بالوجود لذاتہ لایترجح وجودہ علی عدمہ ولاعدمہ علی وجودہ الا بترجیحہ وکتوینہ ولیجادہ وادامہ فیکون فی الحقیقۃ فہو الممکنات تارۃ فی طرف ترجیح الوجود علی العدم وتارۃ فی طرف ترجیح شوکت ظاہری عارضی ہرچند بالفعل برابر نیستند مگر در محل تغیر وزوال اند چہ شائع است کہ او مالک الملک گاہے بادشاہ صاحب شوکت را از سریر عزت بر حصیر ذلت می نشاند گاہے چمارے نوار از بستر ذلت حصیر بر عزت سر پر میر ساند

قادرا قدرت بے مجز نہ وادی بکس

!!!اقدرت بے عجز تو داری و بس

چنانکہ میفرماید

٢٦ آل عمران قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْکَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

نعم ما قیل

!!!سیہ رو، گرچہ اوج چرخ گردو

!کجا گرور رہا از مخلب باز

چہ خالق خالق است و مخلوق مخلوق

مرغہارا دام گستر داست امواج نسیم

ماہیاں را نیش قلاب ست موج چشمہ سا

این از نشہ قدرت و نمونہ او پروردگار است کہ ہمہ مخلوق ازین صنعت و قدرت ذلیل و خوار

شاہا ہمہ ایزد پاک

!!ثریا دہ تارک تاک را

کہ خورشید یک صورت جام ازوست

شراب شفق در خمہ عشام ازدست

از صنائع بدائع بو قلمون اوست (فی ای صورۃ تما شاء رکبک) طراز قدرت اوست

غنچۂ گل عطروان سنبل موئے تواست

آفتاب ازدور گردان سر کوئی تواست

پش این نقش نگار ہمہ از عہدہ آن لاچار و ذلیل و خوار اندوایں، امر از مورحقہ عقائد اہل اسلام والاتبار است کہ منکر آن مشرک شقی بداطوار

کبھی زوال نہیں اور مخلوق اس کے مقابلہ میں ہمیشہ محتاج ہے اس کو کبھی قرار ذاتی نصیب ہی نہیں ہو سکتا پھر مخلوق کو خالق سے وہ نسبت کب یسر ہو سکتی ہے جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہے اور تقویۃ الایمان والے کا مدعا بھی یہی ''کچھ بیان کرتا ہے ۔ اور یہ غریب اور نادار ہے ، پھر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ تخت شاہی سے معزول ہو کر ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی کوئی غریب آدمی تخت شاہی پر جلوہ فراز ہو جاتا ہے لیکن فقط اللہ تعالیٰ کی حکومت ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اس میں خدا تعالیٰ سے وہ نسبت کبھی نہیں ہو سکتی جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہو سکتی ہے کیونکہ خالق اور مخلوق میں جو فرق ہے وہ اصلی اور ذاتی ہے اور چمار اور بادشاہ میں جو فرق ہے وہ صرف اضافی ہے حقیقی نہیں ، کیونکہ زندگی ، موت صحت بیماری ، پریشانی اور خوش حالی ، غمی اور خوشی میں بادشاہ اور چمار بہر حال برابیں' جیسے ایک چمار محل حوادث ہے ، ویسے ہی بادشاہ بھی محل حوادث ہے ، فرق ہے تو صرف حالی ہے کہ وہ ظاہری طور پر دنیاوی بادشاہ ہے ۔''

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَا السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

عالی شان ادست نعم ما قیل

حرفے است کاف کن ز طوامیر صنع او

از قاف تا بقاف بدین حرف گشتہ و لل

بایں دلیل قول صاحب تقویۃ الایمان کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے راست و بجاست ، چہ ہر موحد ہوشمند اعتقاد میدارد کہ بمقابلہ عزت عظیم او عزیز ذوانتقام ہر مخلوق ذلیل یعنی بغایت ضعیف و عاجز ہے سر و سامان ذرہ مثال است بلکہ کتر ازان در معرض فنا و زوال است ہم تبستند آنچہ ہستی توئی

وازیں زیادہ ترذلیل خواہد بودکہ کل شئی ہالک الاوجہہ شان اوست ومراد ازذلیل بغایت ضعیف وبے چارہ است درعبارت تقویۃالایمان چہ نقیض ذلت عزت است واو تعالیٰ بعزت ذاتیۃ قدیمی مختص است وازذلت منزہ ومبرا تمام است چنانکہ خود میفرماید ''ولم یکن لہ ولی من الذل ای لم یذل فیحتاج الی ناصر وکبرہ تکبیرا ای عظمۃ عظمۃ تامۃ عن تحاذالولد والشویبک والذل وکلما لایلیق بہ روی الامام احمد فی مسندہ عن معاذ الجہنی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول ایۃ العزالحمدللہ الذی الخ انتہی مافی الجلالین مختصرا، وان العزت للہ جمیعاً الایۃ وان القوۃ للہ جمیعا الایۃ وان اللہ ہوالرزاق ذوالقوۃ المتین الایۃ۔

کیوان غلام بارگہ کبریائے تست

گردوں غلام گردش دولت سرائے تست

پس شان ہر مخلوق ازاعلی وادنٰی بہ نسبت شان عظمت نشان اورخالق کائنات کہ منصف بصفات غیر متناہبہ و مستجمع جمیع کمالات ذاتیہ است، مثل ذرہ ہم نیست بخلاف شان چمار بہ نسبت شان بادشاہ دنیا امراضافی است یعنی درد جودوبقا وافتقار بشری ہر دو برابراند ودردجاہت وعزت و

چودرلشکر دشمن آری رحیل

زمرغان کشی فیل واصحاب فیل

پس درمیان خالق غنی وبے نیاز ومخلوق متصف بآزونیاز مناسبت ومشارکت ومقاومت ومزاحمت ومنازعت ومبارعت صلانیست چہ اورخالق مطلق ورازق برحق ازلاًوابداً عزیزوقوی ومالک الملک وقاہر وغالب است ''ولہ الکبریاء فی السموات والارض۔ ۔۔الایۃ وحدیث قدسی الکبریاء دائی والعظمۃ ازاری شان عزیزالسطان اوست

مراوارسد کبریا دمنی

کہ ملکش قدیم است وذاتش غنی

بخلاف مخلوق چہ کبیر وچہ صغیر پش اوجبارقدیر ضعیف فانی وذلیل وحقیر جلی است

ہرکہ ہست آفریدہ اوبندہ است

بندہ دربند آفرینندہ است

پس کجا بندۂ کہ دربنداست

لائق شرکت خداونداست

چنانچہ اورب العزت بتقضائے شان عزت وجلالت خودمی فرماید ''ان کل من فی السموت والارض الااتی الرحمن عبدًا، ذلیلا خاضعا کذافی معالم التنزیل، الااتی الرحمن عبداً ذلیلا خاضعا یوم القیمۃ منہم عزیزوعیسٰی کذافی الجلالین'' پس در جلالین منہم عزیزوعیسٰی راصراحۃ مذکر کردہ وذلیل شمردہ چہ بے ادبی کردہ وجندا ما قیل

ہمز بجہم عداوت قبیح ترباشد

ہسد بحاسد طبعی فضیح ترباشد

اتی الرحمن عبداً حال ای خاضعا ذلیلا منقادا انتہی مافی المدارک عبدامطیعا خاشعا کذافی التفسیر الکبیر مختصرا الخشوع ضراعۃ وضرع الرجل ضراعۃ ضعف وزل کذافی مفردات القرآن للامام الراغب

آن خداوندجہان دارکہ زیبت او

بادبر غنچہ نیاروکہ کند پردہ دری

جب باقی تمام مخلوقات اس کی محتاج ہوئی تو پھر اس کے ساتھ برابری کیسے ہو سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ زمین اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہے وہ اللہ کے پاس غلامی کی حالت میں انے والا ہے۔ جلالین'' میں لکھا ہے کہ عبدا کا معنی ذلیل اور خاضع ہے پھر فرماتے ہیں تمام مخلوق اس کے سامنے ذلیل ہے عزیزاور عیسٰیعلیہم السلام بھی۔

معترض غافلنہادراکاش سیر سکندرنامہ نظامی علیہ الرحمۃ یسر بودے، تابر صاحب تقویۃ الایمان سخن بے ہودہ دلچر نہ نووے۔ ذکر کروند، تعوذ باللہ من سوء الفہم، وشیخ سعدی رحمہ اللہ نیز بجلالت شان اور خالق قہار وعزیز جبار مے فرمایند

اگر بجشر خطاب قہر کند

انبیاء اچہ جائے معذرت است

پروہ ازروئے لطعت گربروارد

اشقیارا امید مغفرت است

ہم چنین قول صاحب تقویۃ الایمان کہ چمار سے بھی ذلیل ہے باید فہمید ذلیل یعنی ضعیف دعاجز ولاچار د بے اختیارات، زیرا کہ او جل شانہ مالک الملک و عزیز ذو سلطان وقادر مختار مطلق است، وہمہ مخلوق چہ اعلیٰ چہ ادنی در جنت عزت وقدرت کاملہ او ذرہ دار ذلیل وخوار بلاریب وعقیدہ اہل اسلام است الملک ہو القدرۃ والمالک ہو القادر فقولہ مالک الملک معناہ القادر علی القدرۃ والمعنی ان قدارۃ الخلق علی کل ما یقدرون علیہ لیست الا باقدار اللہ تعالیٰ فہو الذی یقدر کل قادر علی مقدورہ ویملک کل مالک علی مسلوکہ، انتہی مافی الکبیمختصرا۔

درمدارک تحت آیت کریمہ (وہو القادر فوق عبادہ) می نویسد القہر بلوغ المراد بمنع عیرہ عن بلوغہ انتہی کلامہ وہمین معنی مراد از ذلیل، است یعنی ذلیل وضعیف است از مقادمت ومصادمت در کارخانہ الٰہی چہ او عاجز سراپا است کہ برجب منافع ودفع مصنار وموت وحیات وصحت ومرض درفع حاجات خود ہیچ قدرت یک ذرہ ندارو چنانکہ عقل وشرح بدان ناطق است وقول صاحب تقویۃ الایمان برآن صادق چنانچہ اومک الملک بالطال زعم مشرکان در سورہ فرقان (می فرماید وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۔۔۔ الآیۃ

حسن غیور او نہ پسند و شریک را

آئینہ را بدست نگیر و نگار را!

تفسیر مدارک میں آیت (وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ) کے تحت لکھا ہے کہ قہر کا معنی ہے اپنی مرضی پوری کرلیتا اور دوسرے کو اپنی مرضی پورا کرنے سے روک دینا اور یہی ذلیل کا معنی ہے کہ کوئی بھی اس کے کارخانہ قدرت میں دم نہیں مار سکتا، کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرتا کیونکہ وہ سب کے سب سراپا عاجز ہیں۔''

اکنون معنی ذُل وذلت باید دانست کہ چست، ذل بضم خواری ضد عز نا ذلت کذلک فی نسبۃ التاثیر لہ وتامل قولہ تعالیٰ فی حق السید عیسیٰ علیہ السلام ان ہو الا عبد انعمنا علیہ) انتہی مافی الطحاوی، قال اللہ تعالیٰ (ان ہو الا عبد انعمنا علیہ) یعنی ما عیسیٰ الا عبد کسائر العبید۔

پس درین جا غور باید کہ برائے چہ این چنین نوشتہ اگر بقصد استخفاف واہانت نوشتہ کافر خواہد بود، حاشا کہ ابن مقصود امام ہمام نیست بلکہ منظر تنزیہ ذات باری از لوث شرک درروبد عقیدگان نوشتہ وصاحب تفسیر نیشا پوری تحت آیت کریمہ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ افادہ فرمودہ ثم ذالک لازم الملک والحکم فقال یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ تعمیم فضلہ وان کان من الابالسۃ والفراعنۃ عذب من یشاء بحکم الالہیۃ والقدرۃ وان کان من الملئکۃ المقربین والمصدقین انتہی کلامہ مختصر اور حق عیسیٰ ومریم علیہما السلام می فرماید مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ کسائر النساء اللاتی یلازمن الصدق او صدقن الانبیاء کانا یاکلان الطعام ویفتقران الیہ افتقار لحیوانات۔ اتہی مافی اللبضاوی مختصرا ودر جلالین مذکور است کانا یاکلان الطعام کغیرہما من الحیوانات انتہی مافی الجلالین۔

صاحب تفسیر نیشا پوری آیت لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں تعمیم ہے، اگر وہ بخشنا چاہے تو ابلیس اور فرعون کو بھی بخش دے اور اگر سزا دینا چاہے تو مقربین ملائکہ'' اور صدیقین کو سزا دے دے۔''

پس صاحب تفسیر بیضاوی وجلالین حضرت عیسیٰ ومریم علیہم السلام را مانند دیگر حیوانات بنا بر افتقار وضعف وعدم اختیار تشبیہ دادند نہ بقصد حقارت وعدم مفاوت اور جات ایشان ؎

دیگران را این تصرف کے رواست

اختیار این تصرفہا تراست

اور بیضاوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق فرماتے ہیں، کانا یاکلان الطعام کہ وہ بھی کھانے کے لیے ہی محتاج تھے جیسے دوسرے حیوانات محتاج ہوتے ہیں جلالین میں بھی کل ہی لفظ ہیں اب دیئے صاحب'' ''تفسیر بیصاوی وجلالین حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو حیوانوں سے تشبیہ دے رہے ہیں'' حاشا وکلان'' کا مقصود ان کی توہین کرتا نہیں ہے بلکہ ان کی محتاجی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

واز جملہ علوشان بے نیازی او این است کہ لو ان اللہ عزوجل عذب اہل سموت واہل ارضہ عذبہم وہو غیر ظالم لہم این حدیث بہ سبیل اختصار نقل کردہ شد وروایردہ این را احمد وابوداؤد وابن ماجہ از ابی بن کعب وابن مسعود، وحذیفہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہ چنانکہ در مشکوۃ وغیرہ بوجہ بسط مرقوم است ؎

کسے زچون وچرا دم نمی تواند زد

کہ نقش بند حوادث ورائے چون وچراست

چراگہ کہ چرادست بستہ قدرت است

زچون ملاف کہ چون نیز پائمال قضا است

چہ نسبت حلق را با خالق پاک

اولاً معترض غافل نہاد تکفیر ملا علی قاری ہروی کند، کہ انبیاء واولیاء وفجرہ وکفرہ را وریک مرتبہ زیر تسخیر وتصرف خداوند قدیر آوردہ وحفظ مراتب شان نمودہ ثانیا تکفیر صاحب تقویۃ الایمان کند نعوذ باللہ من سوء الظن ؎

منکران چون دیدہ شرم وحیا برہم نہند

تہمت آلودگی بر دامن مریم ننہند

اب معترض کو چاہیے کہ وہ صاحب جلالین اور ملا علی قاری پر بھی فتویٰ لگائے کہ یہ بھی عزیز اور عیسیٰ علیہم السلام کو ذلیل کہہ رہے ہیاور ملا صاحب کا فروں ، ، فاسقوں اور فاجروں کو نبیوں اور ولیوں کے ساتھ ایک ہی صفت میں کھڑا'' ''کر رہے ہیں اور بعد ازاں صاحب تقویۃ الایمان پر بھی فتویٰ لگا لے ۔

حاشا و کلا کہ در کلام ہر دو بزرگان تحقیر و توہین اکابر اعلام اصلاً نیست بلکہ قصد بیان احکام شرعیہ حسب مرام کلام عزیز علام و سنت آن خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام است چنانکہ سید احمد طحطاوی محشی در مختار در باب نذر اللہ ولغیر اللہ می نویسد اعلم ان بیان الاحکام الشرعیۃ ممایجب علی اعلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لاخلاق لہ بل ہذا مما یرضی بہ الولی ولو کان حیا وسئل عنہ ذلک اجاب بالحق واغضبہ الصراح وامام راغب در مفردات القرآن می نویسد الذل ماکان عن قہر ویقال الذل القل الذلۃ القلۃ انتہی کلامہ فی الجملہ معنی ذُل وذلت صنعف و عجز ونا توانی وبے سر وسامانی است از مقاومت با دیگرے وضد و نقیض آن عزاست بمعنی قوت و غلبہ ، چنانکہ امام فخر الدین رازی زیر آیت کریمہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ در تفسیر کبیر می نویسد معنی الذل الضعف عن المقادمۃ ونقیضہ العزہوا القوۃ والغلبۃ انتہی ما فی التفسیر الکبیر ۔

پر ظاہر کہ ہر مخلوق بمقابلہ قوت و غلبہ خالق بدیع السموات والارض بلا ریب ذلی است یعنی ضعیف ذرہ دار خوار ناپائیدار در بند حوادث گونا گون گرفتار و منکر این دیوانہ مضحکۃ الصبیان خواہد بود و تلاوت سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ '' در حق منکران می باید و توقیع رفیع '' ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون '' حسب حال ایشان می شاید ، در تفسیر ابو السعود نوشتہ اذلۃ جمع ذلیل وانما جمع جمع قلۃ للایذان باتصافہم حینئذ بوصفی القلۃ والذلۃ اذ کانوا چلثماء ۃ وبضعۃ عشر وکان ضعف حالہم فی الغایۃ انتہی ما فیہ مختصراً ۔ دور تفسیر بیضاوی مرقوم است وانما قال اذلۃ ولم یقل زلائل لیدل علی قلتہم وذلتہم بضعف الحال وقلۃ المراکب والسلاح انتہی کلامہ ۔

علامہ طحطاوی شرح در مختار باب نذر للہ ولغیر اللہ میں لکھے ہیں کہ علمائے پر احکام شریعت کا بیان کرنا ضروری ہے اور اس میں کسی کی تنقیص نہیں ہوتی جیسا کہ بے سمجھ لوگ خیال کرتے ہیں اگر بالفرض وہ ولی زندہ ہوتے تو وہ'' بھی یہی کچھ بیان کرتے اور اس سے خوش ہوتے ۔ اللہ تعالیٰ کے قول پر کود فرماؤ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں وہ تو صرف ایک بندہ تھا جس پر ہم نے احسان فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے بندوں کی طرح ''ایک بندے میں غور فرمانا چاہیئے کہ علامہ طحاوی عیسیٰ کو دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ قرار دے رہے ہیں اگر نبظر حقارت ایسا کائے تو آدمی کافر ہو جائے ، حقیقت میں یہاں مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنا مقصود ہے ۔

پس از قرآن مجید و تفاسیر صاف واضح شد ، کہ او مالک الملک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم را بسبت ضعف وقلت مال و مثال کہ از مقاومت با کفار ضعیف و بے سرمایہ بودند ذلیل فرمودہ چہ جا کہ بمقابلہ عزت کاملہ و سلطنت قاہرہ وقوت باہرہ او مالک الملک کے رسند و چہ ونہ ذلیل و ضعیف و نخیف شمرہ نہ شوند ، چہ زلت و ضعف وافتقار شن انسان است و فرمان عالی شان ''خلق الانسان ضعیفا'' بر آن برہان است ؂

اگر نہیب دہد چرخ وارثگون گردو

دگر عتاب کند آفتاب خون گردو

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ شان عزیز السلطان اوست القہر ہو الغلبۃ والتذلیل معاد یستعمل فی کل واحد منہما کذا فی مفردات القرآن للامام الراغب پس معنی آیت کریمہ این است کہ آن غالب و مذلل وتذلیل کنندہ بندگان خود است ؂

بہر کرا قہر تو راند ، کہ تواند خواندن

وآنکہ را لطف تو خواند کہ تواند راندن

و بطش ودار گیر بادشاہ صاحب شوکت بر چمار ذلیل و ضعیف بمقابلہ بطش ودار گیر خداوند قدیر زوا لجلال لایزال بذرہ نیرزد ؂

ہر کہ منصف بود وبد انصاف

وصف تو نیست قدرت وصاف

ان بطش ربک لشدید) ہر آئینہ دست برد پروردگار تو بسیار سخت است ، زیرا کہ از دست برد دیگران خاص شدن بمقابلہ گریہ وزاری و صبر و شفاعت ممن است ، واز عذاب او تعالیٰ بہیچ وجہ خلاصی امکان نہ دارد و نیز دست برد دیگران) راہہا تمش آن ست کہ منجز بموت وہلاک شود ، وبعد از موت وہلاک نمی توانند کہ ایذائے رسانند ، زیر ، کہ قدرت بر اعادہ معدوم ندارند پس عذاب ابدی نمی توانند کرو ، بخلاف او تعالیٰ کہ مبرون وخک شدن نیز از دستبر داد خلاصی مکن نیست ، می تواند ، کہ زندہ گرداند و باز عذاب کند تا ابداً لا باد زیرا کہ (انہ ہو یبدیٔ ویعید الی اخرما فی العزیزی وایٹی کریمہ فیومئذ لایعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ) احد نیز بر عزت وقدرت کاملہ اور عزیز حکیم ناطق کہ ہر مخلوق بمقابلہ و مشابہہ آن ذرہ وار ذلیل خوار سر شار است ؂

ہیچ میدانی چہا اے سر و قیامت می کنی

می کشی در زندہ یساری قیامت می کنی

و کل یوم ہو فی شان ای امر یظہرہ فی العالم علی ما قدرہ فی الازل من احیاء واماتۃ واعزاز واذلال واعدام واعطاء و غیر ذلک صفات عزت مسمات غیر متاہیہ مختصہ باول شانہ است وانسان اگر چہ کامل واکمل باشد کے بصفات خدائے تعالیٰ مختص و مشابہ شدن می تواند ، چنانکہ بر عقلاء اظہر من الشمس است ؂

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ چہ شان ست چہ شان

یعنی اوصاف کمال تو نہ دارد پایان

ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست

اگر باشد وگر نباشد یکے است

یعنی در جنب جلال ذات والاصفات تو موجودات و معدومات اگر باشند، واگر نباشند برابر است، چراکہ تو قادر ہستی مطلقا بر ہست کردن معدومات و نیست نمودن موجودت پس نزد این ش جلال نشان تو ہمہ موجودات از بس ذلیل و ضعیف اند و ہمیں مراد صاحب تقویۃ الایمان است کہ چمار سے بھی ذلیل ہے'' آہ ـ

!بارہا گفتہ ام بار دگر مے گویم

من گم گشتہ نہ این راہ خودمے پویم

در برآئین طوطی صفتم واشتہ اند

آنچہ استاد ازل گفت تبومے گویم

برین معنے تصرف و تسلط بادشاہ بر چمار ذلیل زرہ است موہوم بہ نسبت تصرف تام وقدرت تمام او خالق مغام و عزیز علام بر کافہ انام از خواص و عوام کہ علی الدوام است ـ

آن جہان وارے کہ ہر گر طاعتش سر بر کشید

روزگارش خط خُذلان تا ابد بر سر کشید

پھر ایک اور طرح سے بھی اس پر غور کرنا چاہیے کہ بادشاہ اگر ایک ذلیل چمار پر گرفت کرے اور اس کو سزا دے تو اس کی سزا بالکل محدود ہے کیونکہ موت کے بعد وہ اس کو کچھ سزا نہیں دے سکتا، لیکن خداوند تعالیٰ اگر کسی بندے ''کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا غیر محدود ہوگی کیونکہ موت کے بعد بھی وہ اس کو بار بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور سزا دے سکتا ہے تو خداوند تعالیٰ کے صفات غیر متناہی یں اور بندہ اس کے مقابلہ میں سراپا عجز و نیاز ہے ۔''

وازین جا ملا علی قاری ہروی کہ از اعاظم حنفیہ است انبیاء و اولیاء و فجرہ و کفرہ راز پر تسخیر و تصرف و انگشت از اصابع الرحمن شامل دہ بنسق واحد ہمہ رذکر نمودہ چنانکہ و رمرقاۃ شرح مشکوۃ و رباب قدر زیر حدیث عبداللہ بن عمرو می نویسد عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی اٰدم ای ہذا الجنس وخص لخصوصیت قابلیۃ التقلیب وبہ اکد بقولہ کلہا یشمل الانبیاء والاولیاء والفجر والکفرۃ من لا بین اجبعین من اصابع الرحمن بقلب واحد ویصرف کیف یشاء ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک والظاہر ان کل واحد من العباد کما یفقر الیہ تعالیٰ فی الایجاد لا یستغنی عنہ ساعۃ من الامداد کما رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ ـ

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث باب القدر کے تحت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں'' وہ جس طرح چاہے ان کو پھرتا ہے اور تمام بنی آدم کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ نبیوں اور ولیوں، کافروں فاسقوں، فاجروں اور تمام بدبختوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔''

جلوہ قدرتراغایت و پایانے نیست

ہر زمان جلوہ دیگر شود از پردہ عیان

فی الجملہ او خداوند خلاق و مالک علی الاطلاق بشان عزت خالقیت و شان عزت الوہیت و شان عزت قیومیت و شان عزت قہاریت، موصوف سرمدی است، و ہر مخلوق بشان ذلت عبدیت و شان ذلت عبودیت و شان ذلت مقہوریت و شان ذلت افتقاریت مجبور و پابند محصور ابدی است، پس مخلوق بمقابلہ ثا نہائے رنگارنگ او خالق غنی و بے نیاز سراپا در زنہائے گوناگون سر افگندہ با عجز و نیاز است ـ

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار

کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردہ تست

پس شرح و بیان عبارت تقویۃ الایمان حسب عنوان کلام ایزد منان و رسول مقبول آخر زمان و طرز تبیان علمائے ذی شان نگارش یافتہ اکنون صاحب انصاف پر ورد الازم است کہ بمقتضائے مکارم اخلاق غور فرمایند، و بر صاحب تقویۃ الایمان غیظ و غضب نہ نمایند ـ

اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(سید محمد نذیر حسین)

پس تقویۃ الایمان کی عبارت کی شرح خدا تعالیٰ کی توفیق سے قرآن مجید اور حدیث شریف اور علماء ذی شان کے بیان کے مطابق ہو چکی ہے اب انصاف پر در حضرات سے توقع ہے کہ مکارم الاخلاق کے مطابق اس پر غور'' فرمائیں گئے اور صاحب تقویۃ الایمان پر خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں گے۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد09ص214-229

محدث فتویٰ